JIBAS (The International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN: APPLIED FOR (P) & (E)
Home Page: http://jibas.org
FOLLOWS REQUIREMENTS OF HEC FOR Y CATEGORY
Indexing: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

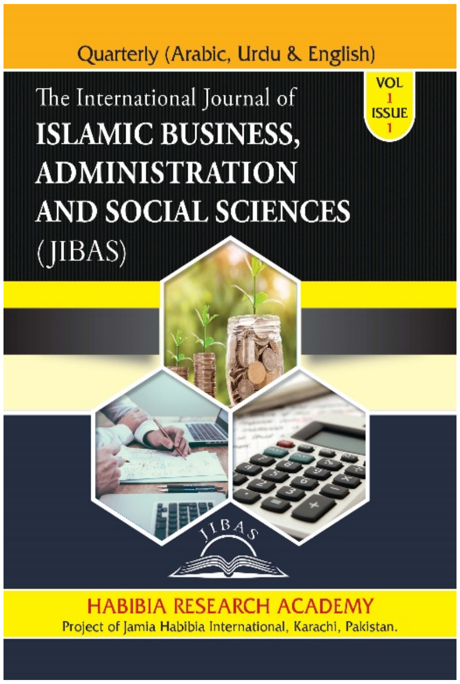

TOPIC:

CHARACTERISTICS OF THE FIQH MAJLIS-E-SHURA OF IMAM ABU HANIFA (MAY ALLAH HAVE MERCY ON HIM) FOR THE COMPILATION OF ISLAMIC JURISPRUDENCE AND ITS SIGNIFICANCE IN MODERN TIMES.

فقہ اسلامی کی تدوین کے لئے امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کی فقہی مجلسِ شوری کی خصوصیات اور عصرِ حاضر میں اس کی معنویت

AUTHORS:

1. *Momin Fayyaz Shaikh, Lecturer Islamic Studies, Mohammad Ali Jinnah University, Karachi. Email ID: momin.fayyaz@jinnah.edu*
2. *Abdul Wahab Sultan,. Research Scholar M.Phil. Department of Usooluddin, Karachi University. a.wahabsultan.d786@gmail.com*

HOW TO CITE: *Shaikh, Momin Fayyaz, and Abdul Wahhab Sultan. 2021. "URDU 2 ISLAMIC FINANCING MODES, AND ITS GROWING NEW TREND IN INFRASTRUCTURE PROJECT FINANCING, AN ANALYSIS:* فقہ اسلامی کی تدوین کے لئے امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کی فقہی مجلسِ شوری کی خصوصیات اور عصرِ حاضر میں اس کی معنویت*". The International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences (JIBAS) 1 (1):09-18.*
URL: http://jibas.org/index.php/jibas/article/view/1.
Vol. 1, No.1 || January –March 2021 || P. 9-18
Published online: 2021-03-15

QR CODE

ISLAMIC FINANCING MODES, AND ITS GROWING NEW TREND IN .INFRASTRUCTURE PROJECT FINANCING, AN ANALYSIS

فقہ اسلامی کی تدوین کے لئے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کی فقہی مجلسِ شوری کی خصوصیات اور عصر حاضر میں اس کی معنویت

Abdul Wahab Sultan, Momin Fayyaz Shaikh

ABSTRACT:

The codification of Islamic jurisprudence has passed through various stages and many experiences in Islamic history .But the experience of Imam Abu Hanifa is unique,as it was characterized by many characteristics, as well as he formed a committee that included forty great scholars in the various arts and sciences required for jurisprudence and deducing Shariah rulings from the Holy Qur'an and Sunnah .And by virtue of the fact that the circumstances of our present age are similar in many aspects to those of Imam Abu Hanifa, (may God Almighty have mercy on him), so benefiting from his experience in the new codification of Islamic jurisprudence will be the most beneficial, righteous and satisfying the needs of the time... This is what this article aims to determine and clarify its features.

Keywords: *Editing, Islamic jurisprudence, Imam Abu Hanifa, modern editing, contemporary, jurisprudential committee.*

عہد صحابہ میں فقہ اسلامی کی تعلیم اور اس کے نتیجے میں تدوین کی کوششیں جاری وساری تھیں، بلکہ تدوین حدیث کی طرح، فقہ اسلامی کے زمرے میں آنے والے بہت سے مجموعے ، معاہدے، ہدایت نامے، اور فیصلے محفوظ کئے گئے، جن کی تفاصیل کتب سیر و احادیث میں بکثرت مل سکتی ہیں۔[1] عہد صحابہ کے بعد اسلامی قانون یا فقہ اسلامی کی تدوین کا منظم آغاز امام اعظم امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی (۱۵۰ھ) نے فرمایا، اس لئے کہ جہاں وہ دیگر مذاہب کے ائمہ کے پیشرو تھے، ان میں سے بعض کے استاذ بھی تھے، اس لئے قدرتی طور پر " فقہ اسلامی " کی تدوین کے سرخیل اور امام اعظم وہیں قرار پائے، اس حقیقت کا خود دیگر ائمہ کرام نے بھی برملا اعتراف کیا، اس سلسے میں مشہور دانشور اور عالم ڈاکٹر حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اگر اس حنفی، شافعی یا سنی شیعہ نفسیات کو بر طرف رکھ کر خالص اسلامی بلکہ انسانی تاریخ کے نقطہ نظر سے غور کیا جائے، تو بھی شافعی المذہب کی رائے میں بھی امام ابو حنیفہ واقعی امام اعظم کہلانے کے مستحق ہیں، اور ان پر سارے مسلمان بلکہ سارے انسان فخر کرسکتے ہیں، حدیث کی ایک پیشین گوئی کا بھی امام ابو حنیفہ پر اطلاق سمجھا جاتا ہے، کہ ایرانیوں میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے، کہ اگر علم ثریا ستاروں میں بھی ہوں تو وہ اس کو پالیں گے۔۔"([2]) اس لئے اس حقیقت میں دو رائے نہیں کہ فقہ اسلامی کی تدوین سے متعلق امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کوششیں اگرچہ "اپنی نوعیت کی اولین نہ تھیں، لیکن ان کے کام کی وسعت، تنوع، اور فنی خصوصیات کے باعث ان کی کوششیں اوروں سے زمانے میں متاخر ہونے کے باوجود دہر نقش ثانی کی طرح زیادہ دلکش رہیں۔۔"([3])، اس بناء پر فقہ اسلامی کی تجدید، یا تدوینِ نو کے خدو خال کا جائزہ لینے میں انہیں کوششوں کو نمونہ (Sample) کے طور پر بنیاد بنایا جاسکتا ہے،

اور انہیں کی صدیوں پر محیط تجربات، اور صدہا سال تک عالم انسانی کے مختلف اور وسیع تر خطوں پر عملی اور دستوری اور قانونی حکمرانی کے نتیجے اس کے وسیع ترین، دقیق، اور نمو پذیر فقہی علمی اور قانونی ذخیرہ ہی کی روشنی میں اگے کی منزلیں متعین کی جاسکتی ہیں۔

دوسری اور اکیسویں صدی میں یکسانیت، فقہ کی تدوینِ نو کے تناظر میں: بیسویں-اکیسویں صدی کے انقلاب بلاخیز کی طرح دوسری صدی میں انسانی معاشرہ کی روزافزوں ضروریات ایک ہمہ گیر اسلامی قانون کا تقاضا کررہی تھیں، جو عبادات، معاملات و تجارت، زراعت و باغبانی، صنعت و ملازمت، دستور مملکت و بین الاقوامی تعلقات وغیرہ جیسی تمام میدانوں میں انسانی معاشرہ کو ایک منظم اور قابل عمل قانون پیش کرسکے، اس کے مقابلے میں ائمہ فقہ اسلامی جتنے بھی ذہین، ذکی اور بے مثال صلاحیتوں کے حامل ہوں، ہمہ دانی کا دعوی ان میں سے کسی کے حق میں نہیں کیا جاسکتا، اس لئے ایک ہمہ گیر قانون برائے فقہ اسلامی تشکیل دینا ان میں سے کسی ایک فرد بشر کے بس کا کا نہیں ہو سکتا تھا، اور نہ ہی کوئی ایک فرد تن تنہا اسلامی قانون کی جملہ پہلوؤں، اور تقاضوں سے نبرد آزما ہو سکتا تھا، اس کے ساتھ ساتھ ا "جتہاد" کے جن علوم و فنون کی حاجت تھی، اور اس کے محل کیلئے معاشرہ کے حقائق، اعراف، عادات، نفسیات اور مزاج کے ادراک کے جس پیمانے پر ضرورت تھی، کم از کم تدوین فقہ اسلامی کے اپنی نوعیت کے اس اولین موقع پر اس سارے بھاری بھر کام کو کسی ایک یا دو افراد کے بل بوتے پر انجام دینا ایک ایسی غلطی ہو سکتی تھی، جس کے نتائج کی یہ امت شاید دیر تک تحمل نہ کرپاتی، اور خدانخواستہ دیگر اقوام سے قانون کی بھیک ماننے پر مجبور ہو کر انہیں میں تحلیل ہو جاتی، لیکن مسبب الاسباب جل جلالہ نے اس امت کے سرمایہ ایمان و عمل کی حفاظت کے لئے شروع ہی سے اسباب کا ایک ایسا مربوط نظام قائم کرر کھا ہے، جس سے ہر ایسے موڑ پر (وإنا له لحفظون)[4] کے قرآنی وعدہ پر ایمان تازہ، اور اس کے ایمان افروز مناظر سے آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔۔ قانون اسلامی کی ان ہمہ گیر ضروریات کے پیش نظر امام اعظم نے اپنی انفرادی صلاحیتوں اور کوششوں کی جگہ فقہ اسلامی کی تدوین کیلئے جو مثالی اجتماعی نظام ترتیب دیا، وہ آج تک ہر قسم کی علمی حلقوں کے لئے ایک منظم رول ماڈل کی حیثیت رکھتا ہے، انہوں نے فقہاء کرام اور ماہرین علم و فن کی ایک بے مثال مجلس تشکیل دی، جس نے امتیازی خصوصیات کے ساتھ فقہ اسلامی کی تدوین کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا، ان میں سے ہر خصوصیت کل کی طرح آج کی معاصر دنیا اور اس کے جدید تقاضوں اور مسائل کے حل کے لئے کامل اصولی رہنمائی فراہم کرتی ہے، جس کی بنیاد پر فقہ اسلامی کی تجدید اور تدوین کے جاری و ساری کام کو آگے بڑھانا وقت کی ایک اہم اور فوری ضرورت ہے، اس پس منظر کے ساتھ ان بنیادوں کا مطالعہ انشاءاللہ بہت راہنما ثابت ہو گا۔

خصوصیات اور عصری معنویت: ا۔ یہ مجلس باہمی مشاورت کی بنیاد پر قائم تھی، جس کی دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں تعلیم دی ہے، اور ایسے ہر موقع کے لئے ایک راہنما سنگ میل کا کام دیتا ہے، (عن علي قال قلت: يارسول الله إن نزل بنا أمر ليس فيه بيان أمر ولا نهي فما تأمرنا قال تشاورون الفقهاء والعابدين ولا تمضوا فيه رأي خاصة)([5]) یعنی جس مسئلہ میں قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کے

منصوص ذخیرہ سے رہنمائی نہ مل سکے، تو امت کے اہل تقوی و فتوی حضرات باہمی مشاورت سے اجتماعی اجتہاد کے ذریعے اس کا حل پیش کرینگے۔ چنانچہ اس مجلس میں انسانی معاشرہ کو درپیش ہر مسئلہ کو کھل کر زیر بحث بنایا گیا، اس کے تمام مثبت اور منفی پہلوں سامنے لایا جاتا، جس کا طریقہ کار یہ ہوتا تھا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ "ایک مسئلہ پیش کرتے، اور ہر ایک کی معلومات اس کے حل کے لئے دریافت کرتے، اور اپنی رائے بھی پیش فرماتے، اور مہینہ بھر بلکہ اس سے بھی زیادہ مناظرہ جاری رہتا، اور جب کسی رائے کے دلائل پوری طرح واضح ہوجاتے، تو پھر ابویوسف اس کو لکھ لیتے "(6)۲۔ فقہ اسلامی کی تدوین کے لیے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے ہزاروں مایہ ناز شاگردوں میں سے تقریبا چالیس ایسے یگانہ روزگار حضرات فقہاء کرام کا انتخاب فرمایا، جو بجا طور پر درجہ اجتہاد پر متمکن تھے، اور علوم اجتہاد پر کامل عبور رکھتے تھے، لیکن اس کے ساتھ ہی ان میں سے ہر ایک کسی ایک یا ایک سے زیادہ فن وعلم میں اختصاصی مہارت کا حامل تھا ،اور اپنے مخصوص میدان میں امتیازی صلاحیت کی بناء پر کسی بھی مسئلہ پر بحث و مناقشہ کے دوران اس مخصوص پہلو سے گفتگو پر اس کی بات کا خاص وزن ہوتا تھا۔۔، اس طریقے سے یہ فقہاء اور ماہرین کا ایک جامع اور ہمہ گیر اجتماع کی شکل اختیار کر گیا تھا، اور "فقہ الشرع" کے ساتھ ساتھ "فقہ الواقع" کے ماہرین بھی اس میں جمع ہوتے تھے، اور ظاہر کہ اجتہاد کے نازک کام میں اس کے "ماخذ" اور "محل" دونوں کے تقاضوں کو اسی طریقے سے ہی بخوبی پورا کیا جاسکتا تھا۔۔، ڈاکٹر حمید اللہ صاحب رقمطراز ہیں: "۔۔ان چالیس طلباء میں ایسے علوم وفنون کے بھی ماہر تھے، جن سے فقہ میں مدد ملتی، مثلا تفسیر، حدیث وسیرت، بلاغت وبیان، صرف ونحو، لغت وادب، منطق، ریاضی وحساب وغیرہ، خود ابو حنیفہ عملی معاشیات اور تجارتی کاروبار کا وسیع تجربہ رکھتے تھے، اور علم کلام وغیرہ سے بھی ابتدائے تعلیم میں خوب واقفیت پیدا کر چکے تھے۔ "اس مجلس تدوین فقہ میں ہم کو بڑے بڑے نام ملتے ہیں، امام ابویوسف اور امام زفر کے نام سے بچہ بچہ واقف ہے، عبد اللہ بن مبارک، اور فضیل بن عیاض، اور داود بن نصیر جیسے عابد وزاہد بھی اس میں شریک تھے، وکیع جیسے ماہر تفسیر بھی تھے، حسن بن زیاد جیسے فقیہ، اور حفص جیسے ماہر حدیث بھی تھے، ان کے علاوہ خارجہ بن مصعب سے ابو حنیفہ رحمہ اللہ اکثر مشورہ کرتے، اور عافیہ نامی شاگرد کے متعلق لکھا ہے کہ وہ فقہی غور وخوض میں شریک رہا کرتے تھے، اور اگر کسی دن وہ نہ ہوتے تو ابو حنیفہ کہتے کہ ابھی بحث کو مکمل نہ سمجھو، چنانچہ عافیہ آکر بحث کے نتیجے سے اتفاق کرلیتے، تو بحث کو مکمل سمجھا جاتا، انہیں میں یحی بن زکریا، حبان، مندل، قاسم بن معن بن عبد العزیز بن حضرت عبد اللہ بن مسعود وغیرہ کے نام بھی ملتے ہیں۔۔۔"(7) یوں تو امام اعظم رحمہ اللہ کی قائم کردہ اس کمیٹی میں ہر مسئلہ کو موضوع بحث بنایا جاتا، اور سب اپنی اپنی معلومات کے مطابق اس کے حل کرنے میں شریک ہوتے، جس میں ظاہر ہے کہ کافی وقت لگتا، لیکن بعض سنگین اور سنجیدہ مسائل کے حل میں بسا اوقات کئی برس تک اجتہادی عمل، غور وفکر کے مراحل سے گزر کر ایک فیصلہ کن حیثیت اختیار کرلیتا، چنانچہ اس حوالے سے ایک مختلف مسئلہ پر آپ نے پورے بیس سال تک غور وفکر کیا، اور مختلف نظائر واقیسہ، اور اقوال صحابہ کی روشنی میں اس کا حل امت کے سامنے پیش کیا۔۔(8)۳۔ تدوین فقہ کے اس بنیادی مرحلہ کی ایک بہت اہم اور امتیازی خصوصیت

یہ تھی، اس نے قرآن و سنت کے منصوص اور غیر منصوص احکام دونوں کا استقرائی جائزہ لیا، قرآن و سنت کے ان احکام کو موضوعاتی ترتیب کے لحاظ سے منظم ابواب کی لڑی میں اس خوبصورتی کے ساتھ پرو دیا، کہ ہر حکم اور اس سے متعلقہ تفاصیل تک پہنچنا آسان ہو گیا، اور یوں دنیا کے سامنے زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق ہر قسم کی رہنمائی کا سامان یکجا اور مربوط شکل میں دستیاب ہو گیا، ابواب کی یہ ترتیب عقائد ،عبادات اور معاملات سے شروع ہو کر میراث اور فرائض پر منتہی ہوتی ہے، اسلامی احکام کی یہ باب وار یا کتاب وار تدوین ایک منطقی ترتیب تھی، ایمان جو سب عملی سرگرمیوں کیلئے بنیاد کی حیثیت رکھتا تھا، اس کو مقدم رکھا گیا، وضو اور طہارت کو اسی فلسفہ ضرورت کے پیش نظر عبادات سے پہلے جگہ دی گئی، اور معاملات کے مقابلے میں عبادات کی اہمیت اور ضرورت کی بنا پر انہیں ان سے مقدم ذکر کیا گیا، ہر موضوع کے لئے ایک مخصوص باب اور اس کی ترتیب کے پیچھے ایک مربوط فلسفہ ضرور کار فرما ہوتا ہے، جسے فقہ اسلامی کے شارحین بہت خصوصیت کے ساتھ موضوع سخن بناتے ہیں، آج بھی فقہ اسلامی کے تدریسی حلقوں میں ان کی یہ گل افشانیاں خصوصیت کے ساتھ زیر بحث لائی جاتی ہیں، اس موضوعاتی ترتیب کے ارتباط اور تبویب میں ترجیحات کا تعین شاید اس لئے بھی بہت ضروری ہوتا ہے کہ خود فقہ اسلامی ترجیحات کا علم ہے، دین اسلام کے ہر حکم و ادا کو اپنی اصلی جگہ اور مقام و مرتبہ پر رکھنا فقہ اسلامی کے مزاج کا بنیادی حصہ ہے۔ باب وار تدوین کا اس مرحلہ سے فقہاء کرام کی احوال زمانہ اور مقامی و عالمی ضروریات کے احساس کا اندازہ ہوتا ہے، انہوں نے زمانہ کے ان تقاضوں کو نہ صرف سمجھا، بلکہ ان کی تمام تر تفصیلات کا گہرائی کے ساتھ جائزہ لے کر ان کے لئے مستقل باب وضع کئے، بعض ابواب سے متعلق متفرق فقہ و احادیث کے مجموعے اگرچہ پہلے سے وجود میں آگئے تھے، لیکن اپنی فنی خصوصیات، موضوعیت اور جامعیت کے لحاظ سے یہ بلاشبہ اپنی نوعیت کا منفرد اور خالص اجتہادی کام تھا، اس کام کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ نے اس کام کے لئے باقاعدہ ایک دس رکنی کمیٹی تشکیل دی تھی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب رقمطراز ہیں: "ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مجلس چہار گانہ کے علاوہ ایک مختصر تر دس آدمیوں کی کمیٹی بھی تھی، ۔۔۔ اور ان دس آدمیوں ہی نے فقہی ابواب مدون کئے تھے۔۔"([9]) بہت سے اہم ابواب کا اضافہ امام اعظم ابو حنیفہ ہی کے فکرِ رسا کی ایجاد ہے، جن میں "کتاب الفرائض اور کتاب الشروط بھی شامل ہیں"۔([10])

۴۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عالم اسلام کے روزافزوں مسائل پر گہری نظر تھی، اور اس سلسلے میں بین الاقوامی معاملات اور معاہدات، اور قوانین جنگ و امن کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کی تدوین کے لئے، ایک مستقل علم کی حیثیت سے انہوں نے "کتاب السیر" وضع کیا، "اس طرح ان کی وجہ سے ایک نیا علم ہی دنیا میں وجود میں آیا، "([11]) قانون بین الممالک اور اسلام کے جنگی نظام پر فقہ اسلامی کی تدوینِ کا یہ سلسلہ آگے بڑھتا گیا، اور "سیر صغیر"، "سیر کبیر" اور امام ابو یوسف کی "کتاب الخراج" اسی سلسلے کے وہ کارنامے ہیں، جنہوں نے کئی صدیوں تک عالم اسلام کو عالمی سطح پر اپنی حکمت عملیاں متعین کرنے مدد بہم پہنچائی۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ عصرِ حاضر میں فقہ اسلامی کی تدوین کی ترجیحات بہت سی جہتوں کے لحاظ سے مختلف ہو گئی ہیں، ماضی قریب میں فقہائے کرام، خصوصا علمائے

بر صغیر نے فقہ کے میدان میں جو کاوشیں کیں، اور خصوصا قرآن وسنت کی روشنی میں فقہ حنفی کی جو عظیم الشان کتابیں وجود میں آئیں، ان میں زیادہ تر فقہ حنفی کو قرآن وسنت کی روشنی میں مدلل ومبرہن کر کے آشکارا کرنے پر زور دیا گیاہے، یہ اس وقت کے معروضی حالات اور تقاضوں کے عین مطابق تھا، بر صغیر میں خاص طور پر فقہ اسلامی اور حنفی کے حوالے سے جو آلودگی پھیلائی جارہی تھی، اور اس کو قرآن و حدیث سے ہٹ کر اس کے متوازی ایک الگ مذہب کے طور پر باور کرا کر مسلمانوں کے دلوں سے اس کا اعتماد ختم کرنے کی مہم چلائی جارہی تھی، ان حالات میں علمائے کرام نے قرآن وحدیث کی ایسی تشریحات فرمائیں، کہ فقہ اسلامی، اور خصوصا فقہ حنفی کے سارے مسائل کھل کر قرآن وسنت کے آئینہ میں جھلکنے لگے، اور اس طریقہ سے رفتہ رفتہ فقہ کے خلاف بداعتمادی کی مہم کا فتنہ دم توڑتا گیا، "احکام القرآن للتھانوی"، "اعلاء السنن"، اور "فتح الملہم" وغیرہ جیسی علمی شاہکاریں اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں، اور الحمد للہ اس موضوع پر اب اچھا خاصا ذخیرہ امت کے سامنے آچکاہے، موجودہ حالات میں جب سے دنیانئے عالمی نظام کے جال میں پھنسی ہے، اب سائنس وٹیکنالوجی نے جہاں فقہی میدانوں میں نئے چیلنجز کو جنم دیاہے، اسی طرح فکری و نظریاتی، ملی اور معاشرتی مسائل میں بھی مسائل اور حل طلب چیلنجز کا ایک انبار لگا دیاہے، استشراق، جدت پسندی، مغربیت، اور موجودہ فکری جنگ کے مختلف دیگر مورچوں سے مسلمانوں کے فکری اور ملی اور معاشرتی ڈھانچوں میں دراڑیں ڈالی جارہی ہیں، نئی نسل کو نت نئی آلات کے ذریعے دین سے برگشتہ کیا جارہاہے، دین پر ان کا اعتماد اٹھایا جارہا ہے، اس کے مقابلے کے لئے ہماری رائے میں "فقہ السیرۃ" کے موضوع کو نئے انداز اداکے ساتھ زندہ کرنے کی ضرورت ہے، اس کو ہم مختصر لفظوں میں "حکمتِ عملی کی فقہ" کہہ سکتے ہیں، معروف مفکر علامہ زاہد الراشدی صاحب کے بقول[12] اس قسم کے ملی ومعاشرتی، فکری وتہذیبی حکمت عملیوں کے لئے سیرت طیبہ سے ہی رہنمائی لی جاسکتی ہے، اور اس سلسلے میں اس کی تشریعی حیثیت کو فقہی حلقوں میں زیادہ موضوعیت اور جدت کے ساتھ موضوعِ بحث بنانے کی ضرورت ہے، یہ موضوع تاحال تشنہ بحث ہے۔ ۵۔ فقہ اسلامی انسانی زندگی کے ہر پہلو سے متعلق انسانیت کی رہنمائی کرتاہے، جیساکہ سابقہ صفحات میں یہ بات گذری، امام اعظم رحمہ اللہ کا تصور فقہ بھی اسی کے مطابق تھا، اس لئے انہوں نے فقہ اسلامی کی تدوین کے اس مرحلے میں عقائد و نظریات کو بھی جگہ دی، چنانچہ "الفقہ الاکبر" کے نام سے معروف ان کی کتاب اس کی واضح دلیل ہے، ہر چند کہ فقہ اسلامی کا دائرہ کار بعد کے زمانوں میں عملی سرگرمیوں میں محدود ہو گیا، اور تقسیم کار کے تحت عقائد و نظریات نے "علم الکلام"، جب کہ "وجدانیات" نے علم تصوف کے نام سے اپنی الگ راہیں اپنائیں۔۔۔، لیکن "فقہ اسلامی" کا اپنا اصل مفہوم ومصداق، آج بھی اسی آہنگ کے ساتھ اپنی اسی حیثیت کا تقاضا کر رہاہے، اور شاید معاصر دنیاکے روز افزوں فکری اور نظریاتی رجحانات وتحدیات کے سامنے بند باندھنے کے لئے "فقہ اسلامی" اپنی اسی وسعت اور معنویت کے ساتھ ایک مرتبہ پھر میدان میں اترنے کے لیے تیار ہے، علامہ مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ، فقہ اسلامی کے اس حقیقی تصور کی اہمیت کو اس طرح آشکارا کرتے ہیں: "ایسی صورت میں سوال پیدا ہوتاہے کہ مذکورہ بالا عملی شعبوں کے سوا جن کے ساتھ اس زمانہ میں تفقہ کو محدود کر دیاگیاہے، نصوص قرآن وحدیث، یا

وحی ونبوت کے معلومات کا جو اتنا بڑا ذخیرہ باقی رہ جاتا ہے، ان کے ارشادات، دلالات، مضمرات، مقتضیات، کے سمجھنے اور اس سے نتائج پیدا کرنے پر تفقہ واجتہاد کا اطلاق کیوں جائز نہ ہوگا؟، سچی بات تو یہ ہے کہ یوں اصطلاحا تفقہ واجتہاد خاص قسم کے مسائل سمجھنے کا نام اگر رکھ دیا گیا ہے، تو خیر یہ ایک اصطلاحی بات ہوگی، ورنہ واقعہ وہی ہے جس کی طرف حضرت مولانا اسماعیل شہید دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب عبقات میں بایں الفاظ اشارہ فرمایا ہے: "ليس الاجتهاد عندنا منحصرا في الفقه المصطلح، بل به عموم في كل فن، نعم لكل أهل فن طريق على حدة، في إلحاق المسكوت بالمنطوق"([13])۶۔ فقہ اسلامی کی تدوین کا ایک اہم رخ یہ بھی تھا کہ جو مسائل قرآن وسنت میں منصوص تھے، اور ان کے حوالے سے کسی مستقل اجتہاد کی ضرورت نہیں تھی، انہیں بھی فقہ اسلامی کی باب وار ترتیب میں ملحوظ رکھا گیا، اور اس وقت رائج قانونی زبان اور عام فہم محاورں کے مطابق اس کی ایسی تعبیر کی گئی، جس سے وہ اسلامی قانون کی لڑی میں پروئی گئیں، اس طریقے سے ان سے استفادہ آسان تر ہوگیا، چنانچہ اب بھی فقہ اسلامی کے ذخیرہ میں ایسے منصوص مسائل کا حجم بہت زیادہ ہے، جن میں کسی اضافی اجتہاد کے بجائے ان کی زمانہ کی زبان ومحاورہ کے مطابق فقہی تعبیر کیلئے انہیں فقہ اسلامی کا حصہ بنایا گیا ہے۔

۷۔ فقہ اسلامی کی تدوین کے اس مرحلے کا ایک اہم کام اس کی تحریر وتصنیف کا تھا، چنانچہ جتنا ذخیرہ تیار ہوتا جاتا، امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ اسے تحریر کرتے جاتے، اور یوں 'فقہ اسلامی "کا ایک جامع ذخیرہ مختلف کتابوں کی صورت میں تیار ہوا، جن کو بعد میں امام محمد شیبانی رحمہ اللہ نے تنقیح واضافات کے مختلف مراحل سے گذار کر مستقل تصانیف کی شکل دے دی، جن میں سے چھ کتابیں بنیادی طور پر زیادہ مشہور ہیں، ان کتابوں میں فقہ اسلامی کے ہر باب سے متعلق مسائل کا استقصا کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ مخصوص ابواب پر خصوصی تصانیف بھی تیاکی رگئیں، جن میں قانون بین الممالک پر "السیر الصغیر"، اسلامی نظام مملکت ومعاشیات پر امام ابویوسف کی "کتاب الخراج" بطورِ مثال پیش کی جاسکتی ہیں َ۔۸۔ تاریخ اسلامی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ علماء کرام نے کسی دور میں بھی دین کی حفاظت اور اس کی تشریح وتالیف کا کام حکومتوں کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑا، بلکہ خانگی بنیادوں پر اس کو پروان چڑھاتے رہے، یہاں تک کہ سیاسی زوال کے زمانہ میں بھی فکر ودعوت، اور علم وفن کی سطح کو انہوں نے بلند رکھا، اور باد مخالف کی تندیوں سے گھبرائے دین کی شمع کو فروزاں رکھا۔۔، ڈاکٹر احمد امین مصری لکھتے ہیں: "فالتشريع إنما رقي في المدارس وفي حلقات الدروس المستقلة عن خلفائهم، ولم يبذل الأميون محاولة في صنع تشريعهم بصفة رسمية، فلا ترى في الدولة الأموية مثل أبي يوسف في العباسية۔۔ الخ"([14]) تدوین فقہ اسلامی کا کام بہت ہی عظیم اور محنت طلب تھا، جو عام حالات میں حکومتی سرپرستی کے بغیر انجام دینا دشوار تھا، لیکن امام اعظم رحمہ اللہ کی فراست نے یہاں بھی گوارانہ کیا کہ اس کام کو سرکار کے بدلتے رویوں، اور گردش دوراں کے نرم وگرم تھپیڑوں کے حوالہ کردیں، انہوں اس عظیم کام کو بھی خانگی طور پر سرانجام دینے کا فیصلہ کیا، اور چالیس رکنی کمیٹی تشکیل دیکر حکمت اور تدریج کے ساتھ اسے جاری رکھا، ان کی ایمانی بصیرت، جرات، ہمت اور حوصلہ نے رنگ دکھایا، اور بہت تھوڑے عرصے میں قانون اسلامی کا عظیم الشان ذخیرہ تیار ہوگیا، اور جب وقت

آیا، حکومت کو کسی سطح پر قانون اسلامی کی تنفیذ کے لئے کسی پرائے قانون کی دست نگری نہیں کرنی پڑی، بلکہ قانون اسلامی کے بیش بہااور جامع ذخیرہ کا خون تروتازہ تھا، اور نافذ العمل ہو کر زندگی کے ہر شعبہ میں منتقل ہو کر اس کی رگوں میں دوڑنے لگا، اور بفضل خداوندی عالم اسلامی ایک مثالی اور صحت مند انسانی معاشرہ کا نمونہ بن گیا، جس کے گوشہ گوشہ سے خوشحالی اور ترقی کی خوشبوئیں اٹھ رہی تھیں۔ان بوریہ نشین فقہاء وقت ہی کا تیار کردہ یہ قانون اسلامی تھا، جس نے خلافت بنی امویہ، عباسیہ، اور عثمانیہ پر صدیوں حکمرانی کی، عالم اسلام کے چپے چپے پر اس شان وشوکت کے ساتھ نافذرہا، کہ غیروں کو بھی اسی کی خوشہ چینی کرکے اپنا قانون تشکیل دینا پڑا، اور آج تک ان کے قانون کی تہہ میں اسلامی قانون کی بہت سی دزدیدہ خصوصیات اپنا کام دکھارہی ہیں۔۹۔فقہ اسلامی انسانی زندگی کی موجودہ اور آیندہ زندگی کی تمام تر ضروریات میں کامل رہنمائی کی صلاحیت سے مالامال ایک جامع قانون ہے، اسی حقیقت کے پیش نظر امام اعظم اور ان کے اصحاب کرام نے نہ صرف اپنے زمانے کی دینی، سماجی، معاشی اور دستوری مسائل کی تدوین کا فریضہ سرانجام دیا، بلکہ انسانی زندگی کو درپیش آنے والی مستقبل کی ممکنہ ضروریات کے لئے بہت سے اصول اور جزئیات وضع کئے، "فقہ افتراضی" کے نام سے فقہ اسلامی کا ایک مستقل شعبہ اسی نام سے موسوم ہوا، جس سے بجاطور پر بعد میں آنے والے فقہاء کرام نے رہنمائی لی، اور ان کی روشنی میں اپنے زمانہ کے مسائل کا حل پیش کیا۔۔یہاں اس بحث کا محل نہیں، کہ فرضی مسائل کی شرعی حیثیت کس حد تک مخدوش ہے یا نہیں، تاہم اتنی بات ضرور ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ نے جس قسم کے مسائل کی داغ بیل ڈالی، وہ اپنی بنیاد میں فرضی سے زیادہ عملی تھے، اور مستقبل کے عملی مسائل کے حل کے لئے اصول کی حیثیت رکھتے تھے، انہیں شاید اس بات کا خوب اندازہ تھا کہ اسلام کی روشنی مسلسل پھیل رہی ہے، اور وقت کی مختلف تہذیبوں اور قوموں کو اپنی آغوش عاطفت میں لے رہی ہے، ان کے پیش آمدہ مسائل کا اگر بروقت ادراک نہ کیا گیا، تو یہ نہ صرف اسلامی تہذیب کی نافعیت اور جامعیت، اور رہنمائی وقیادت کی صلاحیت کے لیے چیلنج ہو گا، بلکہ اس صورت میں دیگر تہذیبوں کے لادینی اثرات سے اس کی اصل شناخت بھی متاثر ہونے کا خدشہ ہو سکتا تھا، جو بے جانہ تھا، اس لئے ان کی فراست نے گوارا نہ کیا کہ ان مسائل کے حل کے لئے پیشگی ایسے اصول اور بنیادیں فراہم نہ کریں جن پر آگے جاکر اسلامی تہذیب کی عمارت کھڑی کی جاسکے ۔۔۔!۱۰۔ایک بڑی خصوصیت جس سے امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کی تدوین فقہ اسلامی کی کوشش آیندہ آنے والے زمانوں کے لئے ایک قابلِ تقلید اور راہنما کارنامے کی حیثیت اختیار کرگئی ہے، وہ اس کی "اجتماعیت" ہے، اجتہاد اجتماعی کے نقشِ اول کا سہرا امام اعظم ہی کے سر ہے، انہوں اپنے زمانہ کے فقہاء عابدین سے مشاورت کیلئے جو "تھنک ٹینکس" تشکیل دیا تھا، اس کے تیار کردہ علمی اور فقہی سرمایہ نے صدیوں امت مسلمہ کی رہنمائی کی، اور آج تک کررہی ہے۔۔انہوں نے اجتہاد اجتماعی کا جو عملی رول ماڈل پیش کیا، وہ آج بھی وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے ، اور اس کی روشنی میں دور حاضر میں فقہ اسلامی کی تدوین نو، اور اس کے ذخیرہ کی تجدید کے خدوخال متعین کئے جاسکتے ہیں، حال کی اصلاح کے لئے ماضی سے تعلق ضروری ہے، ماضی کے اس رشتہ گم گشتہ ہی کی بازیافت سے دور حاضر میں ایک نئے دور کا آغاز کیا جاسکتا ہے، ماضی

سے کٹ کر، اور اپنی شاندار روایات کو پس پشت ڈال کر فقہ اسلامی کی تجدید، تخریب اور تحریف کے مترادف ہوگی، جس کو اس امت کے اجتماعی ضمیر نے کسی زمانہ میں بھی ہضم نہیں کیا، اور نہ ہی آج یا آئندہ کبھی اس کی متحمل ہو سکتی ہے۔

حاصل کلام اور تجویز: بہر حال، فقہ کی تاریخ میں اجتماعی اجتہاد اور اسلامی قانون سازی کا جو کامیاب تجربہ اور رول ماڈل ہمیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کی مجلس شوری کی بنیادوں میں ملتا ہے، تاریخ کے دوسرے ادوار (چند ایک استثناؤں کے ساتھ) عموما اس سے خالی نظر آتے ہیں، دوسری صدی ہجری کے بعد فقہ اسلامی کی تجدید و اجتہاد کی جتنی کوششیں ہوئیں، وہ تمام تر، اپنی اہمیت اور ضرورت کے باوجود، انفرادی نوعیت کی تھیں، اور بہت سی ان خصوصیات سے محروم تھیں، جو امام اعظم کے تدوینِ اول کا خاصہ تھیں، اس لئے موجودہ زمانہ میں تدوینِ اول کے اس تجربہ سے جتنا فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، وہ تاریخ کے دوسرے ادوار کے تجربات سے اٹھانا مشکل ہے، اس کے علاوہ عصرِ حاضر اپنی بہت سی زمانی، سیاسی، معاشرتی، سماجی، معاشی، اور عالمی حالات اور ملابسات کے پیشِ نظر دوسری صدی ہجری اور اس کے افق پر پائے جانے عالمی حالات اور اس کے تقاضوں کے زیادہ مشابہ ہیں، دونوں زمانوں میں بُعد اور اختلاف کے باوجود بہت سی باتیں مشترک ہیں، تقاضوں اور ضروریات کی اس یکسانیت کا بھی تقاضا ہے کہ فقہ اسلامی کی تجدید میں اس تاریخ ساز تجربہ سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے، اور اس کی روشنی میں آئندہ کے مضبوط لائحہ عمل تشکیل دیا جائے، ورنہ اس کے بغیر یہ کام ادھورا اور ناقص ہی رہے گا۔۔۔! اللہ تعالی ہمارا حامی وناصر ہو۔

1تفصیل کے لئے دیکھئے: تدوین فقہ، مؤلفہ مولانا مناظر احسن گیلانی

2: امام ابو حنیفہ کی تدوین فقہ اسلامی، ص: ۴۰، ڈاکٹر حمید اللہ صاحب

3: أیضا: ص: ۲۶

4: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ [الحجر: 9]

(5): أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط-(2/172)، وقال الهيثمي (1/178): رواه الطبراني في الأوسط ورجاله موثقون من أهل الصحيح. وكذا في (أصول الإفتاء وآدابه للشيخ محمد تقي العثماني حفظه الله)

6: امام ابو حنیفہ کی تدوین فقہ اسلامی، ص: ۳۶، بحوالہ، الموفق: ۱/۳۳

7: مناقب ابی حنیفہ للموفق ۱/۳۳، وللصمیری: ۱۵ا ب، بواسطہ "امام ابو حنیفہ کی تدوین فقہ اسلامی، ص: ۳۵،

8۔ ایضا، ۳۶، بتصرف

9: امام ابو حنیفہ کی تدوین فقہ اسلامی، ص: ۳۹، بحوالہ مناقب امام اعظم للکردری۔۔

10 مناقب امام اعظم للموفق ۱/۳۵، بحوالہ بالا

11۔ تفصیل کے لئے، حوالہ بالا: ص:۳۵-۳۶

12مولانا زاہد الراشدی، عصر حاضر میں اجتہاد

13۔ تدوین فقہ، مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ، ص:۱۷۵

(14): فجر الإسلام، للدکتور أحمد أمین، ص:۲۳۸، الفصل الثالث

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.